"تفسیر مہائمی" کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

"Tafsir-e-Mahaimi" Research and Analytical Studies

☆حافظ محمد زبیر

پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

☆☆ڈاکٹر ضیاء الرحمن

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

Abstract:

Makhdoom Ali Mahaimi (835 AH) was a great mufassir, jurist, sufi and philosopher. He had a great insight on Islamic theology. He was influenced by Muslim scholars *Sheikh Sadru-din- koni, Ibn-e-arabi* and *Imam Ghazali*. He belonged to Indian sub-continent and spent all his life there. He influenced his contemporary Muslim scholar by his extra ordinary command on Quran and knowledge relates to it. He elaborates the excellent points from Quran that did not stop surprising the scholars even of our age. He is famous for his exegesis named *TAFSIR MUHAIME*. Methodology adopted by him in *Tafseer* is that one should opt the apparent meaning of Quranic words. Mufassir should give priority to narration of Prophet Muhammad to explain verses of Quran. Beside this Mufassir must use linguistic tool and analytical approach to understand the spirit of Quran so may Quranic message be explored well. *Tafseer Mahaimi* has been considered *Tafseer bilray mahmood*. According to *Makhdoom Ali Muhaimi* Quranic message can be understood by its whole rhythm as it is all interlinked. So without going deep into linguistically and grammatically debate *Makhdoom Ali Mahaimi* focuses on message of Quran simply. Matters which need detail are explained briefly very well. Some other characteristics and distinctions of this exegesis will be discussed in this article.

Keywords: Tafsir-e-Mahaimi, Makhdoom Ali, Characteristics, Distinctions

تمہید:

اسلام اور علوم اسلام کا داخلہ بر صغیر میں دو سمتوں سے ہوا۔ایک مغربی ساحلی علاقوں یعنی گجرات،سندھ اور مالا بار کی طرف سے اور دوسرے درہ خیبر سے ہو کر پنجاب اور شمالی ہند کی جانب سے۔اس فرق کی وجہ سے جو نتائج بر آمد ہوئے وہ بڑی اہمیت کے حامل ہیں درۂ خیبر کی راہ سے آنے والے علوم میں عجمی اثرات غالب ہیں اوران میں معقولات کا حصہ زیادہ ہے جیسے فلسفہ،منطق اور علم الکلام،اس کے بر عکس ساحلی علاقوں سے داخل ہونے والے علوم عربی اثرات کے حامل ہیں اور ان کی بنیاد منقولات پر ہے۔تفسیر،حدیث،فقہ وغیرہ اسی ذیل میں آتے ہیں۔شمالی ہند میں صرف امام صنعانیؒ کی ذات ایسی ہے جنہوں نے ابتدائی زمانہ میں ہی منقولات کی جانب توجہ کی جبکہ دکن اور گجرات میں متعدد ہستیاں ایسی نظر آتی ہیں جنہوں نے شروع ہی سے اس چمن کی آبیاری کی۔شمالی ہند میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے بعد سے ان علوم کی جانب زیادہ توجہ دی گئی اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے خانوادے نے اس سلسلے میں گراں قدر کارنامے انجام دیے۔ان تاریخی حقائق کے باوجود گجرات کے ان اکابر کے ناموں اور کاموں سے بہت کم لوگوں کو واقفیت ہے جنہوں نے ان علوم کی جن پر دین اسلام کی بنیاد ہے اشاعت میں بیش از بیش حصہ لیا،انہی میں مخدوم علی مہائمی کی ذات ہے۔ان کے کارنامے جتنے گراں قدر ہیں اتنے ہی لوگ ان کے حالات سے بے خبر ہیں۔اسی صورت حال کو دیکھتے ہوئے یادِایام کے مصنف مولانا حکیم سید عبدالحئی حسنی سابق ناظم ندوۃالعلماء نے تحریر کیا ہے:

"شیخ علاءالدین علی بن احمد المہائمی گجرات کے سرمایہ ناز ہیں اور میرے نزدیک ہندوالستان کے ہزار سالہ دور میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے سوا حقائق نگاری میں ان سا کوئی نظیر نہیں مگر ان کی نسبت یہ معلوم نہیں کہ وہ کس کے شاگرد تھے،کس کے مرید تھے اور مراحل زندگی انہوں نے کیونکر طے کیے تھے۔جو تصنیفات ان کی پیش نظر ہیں ان کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ایسا شخص جس کو ابن عربی ثانی کہنا زیبا ہے وہ کس مپرسی کی حالت میں ہے۔کہیں اور ان کا وجود ہوتا توان کی سیرت پر کتنی کتابیں لکھی جاچکی ہوتیں اور کس پر مغز لہجے میں مؤرخین ان کی داستانوں کو دہراتے"۔(1)

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ:

علامہ مہائمی کے حالات بہت کم ملتے ہیں۔عربی میں ایک مختصر کتاب سید ابراہیم مدنی کی "ضمیر الانسان" ہے جو سولہ صفحات پر مشتمل ہے اسی کتاب کی بنیاد پر مولوی محمد یوسف مرکھے نے اپنی مثنوی "زینت المجالس" لکھی اور اردو میں مولوی محمد یوسف کھٹکے نے

آٹھ صفحات پر ایک مختصر رسالہ ''کشف المکتوم فی حالات الفقیہ المخدوم'' لکھا۔اس کے بعد ان پر جو کچھ بھی لکھا گیا وہ انہی کی صدائے بازگشت ہے اور زیادہ تر کشف و کرامات کے قصے ہی قلم بند کیے گئے ہیں۔ مولانا عبدالرحمان پرواز اصلاحی نے ان کتابوں کی روشنی میں مخدوم علی مہائمی پر ایک کتاب لکھی ہے لیکن اس کا بھی مارکیٹ میں دستیاب ہونا ناممکن ہے۔

شیخ مہائمی کی تفسیر بے شمار مفید نکات پر مشتمل ہے لیکن دقیق و عمیق مباحث اور فلسفیانہ خیالات کی آمیزش کی وجہ سے آپ کی تفسیر پر باقاعدہ کسی نے کام نہیں کیا، خصوصاً نظم قرآن کے حوالے سے آپ کی کاوشوں کو نمایاں نہیں کیا گیا۔یہی وجہ ہے کہ اس تفسیر سے جس طرح استفادہ کیا جانا چاہیے تھا نہیں کیا گیا۔اس لیے مقالہ ہذا کے ذریعہ یہ کمی پوری کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

مصنف کا تعارف:

آپ کا نام علی اور علاؤالدین دونوں ہیں کنیت ابوالحسن اور لقب زین الدین ہے۔ نوائط کے قبیلہ پر وسے تعلق کی وجہ سے پر و آپ کے نام کا جزء بن گیا۔ چونکہ علوم دینیہ میں مجتہدانہ بصیرت رکھتے تھے اس لیے فقیہ کہلائے۔ آپ کے والد ماجد مولانا شیخ احمد بہت بڑے عالم اور ولی اللہ ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑے تاجر بھی تھے۔ آپ کے والد کا نام بعض مصنفین نے احمد اور بعض نے محمد بھی ذکر کیا ہے۔ سبحۃ المرجان فی آثار ہندوالستان میں علامہ مہائمی کے ایک رسالے کا حوالہ ملتا ہے جس میں مصنف خود کو علی بن محمد المہائمی لکھتا ہے۔(2)

بہر حال آپ ایک شریف و نجیب خاندان کے چشم وچراغ تھے اور عربی الاصل تھے۔ آپ کے متعلق صاحب سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان لکھتے ہیں:

مولانا شیخ علی بن احمد المہائمی نوائت قوم میں سے ہیں۔ نوائت قوم دکن کے شہروں میں آباد ہے میں نے ان کا حال فارسی کتابوں میں دیکھا ہے۔ طبریؒ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ نائت قریش کا ایک گروہ ہے جو مدینہ منورہ سے حجاج بن یوسف ثقفی کے خوف سے نکلے، جس نے پچاس ہزار علماء اور اولیاء کو ناحق شہید کیا۔ قوم نائت مدینہ منورہ سے نکل کر ساحل بحر ہند پر پہنچی اور یہیں مستقل سکونت پذیر ہوگئی۔(3) نوائت کی اصلیت کے بارے میں تقریباً یہی بات عادل نویھض نے معجم المفسرین میں (4) اور مولانا عبدالحیؒ نے نزھۃ الخواطر میں (5) نقل کی ہے۔

تعلیم و تربیت

شیخ علی مہائمی ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوے آپ کے والد شیخ احمد ایک بہت بڑے عالم تھے لہٰذا انہوں نے اپنے لخت جگر کی تعلیم و تربیت پر بھرپور توجہ صرف فرمائی۔ اس لیے آپ کی تعلیم و تربیت میں زیادہ حصہ آپ کے والد بزرگوار کا ہے۔

نواب عزیز یار جنگ بہادر لکھتے ہیں:

''آپ کے والد ماجد مولانا شاہ احمد قدس سرہٗ نے اپنے ہونہار صاحبزادے کی طباعی ذہانت اور شوق اکتساب علوم کو دیکھ کر آپ کی اعلیٰ تعلیم کی طرف توجہ فرمائی چونکہ خود بھی عربی کے بہت بڑے عالم تھے اس لیے باپ کی توجہ نے بیٹے کو عالم بنادیا۔ فقہ، منطق، فلسفہ، حدیث وغیرہ علوم کی تحصیل سے بہت تھوڑے عرصے میں آپ فارغ ہوگئے''۔(6)

آپ کی والدہ بھی بہت بڑی ولیہ تھیں اور آپ اپنی والدہ کے تابعدار تھے۔ آپ کی والدہ نے بھی آپ کی تربیت میں اہم کردار ادا کیا۔ جس کی وجہ سے انہوں نے علمیت اور بزرگی میں اس قدر بلند مقام حاصل کیا۔ تاریخ الاولیاء کے مصنف نے والدہ کی فرمانبرداری کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ آپ پانی لے کر ساری رات والدہ کے سرہانے کھڑے رہے۔(7)

آپ کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ آپ کی تعلیم و تربیت میں حضرت خضرؑ نے اہم کردار ادا کیا اور اس بات کا تذکرہ آپ اپنی کتاب زوارف شرح عوارف المعارف میں بھی کرتے ہیں۔(8)

رسالہ ضمیر الانسان میں آپ کے حضرت خضرؑ سے تلمذ واستفادہ کا تفصیلی واقعہ مذکور ہے اور مولانا عبدالحق صاحب تفسیر حقانی نے بھی حضرت خضرؑ کو آپ کے معلم ہونے کا ذکر کیا ہے:

''ایک روایت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ اس زمانے میں ان کو حضرت خضرؑ سے شرف تلمذ حاصل ہوا''۔(9)

آپ کا دور (آٹھویں صدی ہجری) علوم وفنون کی ترقی کا عہد زریں کہا جاتا ہے۔ تصنیف و تالیف کی گرم بازاری، ایجادات واختراعات، نکتہ آفرینی اور ذہنی ثقافت جیسے مظاہر اس عہد میں سامنے آئے جس کی نظیر پہلی صدیوں میں نہیں ملتی۔ بڑے بڑے علماء، فقہاء، مفسرین وفلاسفہ اسی عہد کی پیداوار ہیں اور اسی عہد میں مخدوم علی مہائمی کے نزدیک ترین علاقوں (دکن اور گجرات) میں اکابر اولیاء وعلماء اپنے اپنے علوم معرفت و حقائق کی ضیا پاشیاں کر رہے تھے۔(10)

ابن عربی کے پیروکار

شیخ مہائمی شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی کے پیروکار تھے۔ابن عربی کے فلسفہ وحدۃ الوجود کے ماننے والوں کو صوفیائے موحدہ بھی کہاجاتاہے، شیخ عبدالحق محدث دہلوی آپ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''وے از صوفیہ موحدہ است عالم بود لعلوم ظاہر و باطن صاحب تصنیفات الرائقہ والتالیفات اللائقہ''۔(11)

تعلیمی و تصنیفی خدمات:

شیخ مہائمی کی بیشتر زندگی تعلیم و تعلم اور تصنیف وتالیف میں گزری۔اس لیے ان کی عظمت کا اصل نشان ان کی تصانیف میں نظر آتاہے جن میں سے ہر ایک زروجواہر میں تولنے کے قابل ہے۔ان کی اہم ترین تصنیف تبصیر الرحمن وتیسیر المنان ہے جس کا تعارف آئندہ صفحات میں کرایاجائے گا۔بقیہ چند تصانیف کا تذکرہ کچھ یوں ہے:۔

۱۔ انعام الملک العلام: مصنف کی ایک اہم تصنیف ہے اس میں شریعت کے رموز بیان کیے گئے ہیں۔(12)

۲۔ الفقہ المخدومی: شافعی فقہ پر ایک مختصر سار سالہ ہے جس کو مولانا عبدالحق حقانی کے اردو ترجمہ کے ساتھ بمبئی میں شائع کیا گیا تھا۔

۳۔ زوارف اللطائف فی شرح عوارف المعارف: یہ شیخ شہاب الدین سہروردی(۶۳۲ھ) کی مشہور تصنیف عوارف کی ایک نہایت مفید شرح ہے۔

۴۔ الرتبة الرفیعة فی الجمع والتوفیق بین اسرار الحقیقة وانوارالشریعة: یہ کتاب اسمٰعیل المرسی کی تصنیف ''الذریعۃ الٰی نصرۃ الشریعۃ'' کے رد میں ہے۔اس میں ایک قصیدہ کا جواب بھی ہے جو المرسی نے لکھا تھا اس کتاب کا قلمی نسخہ احمد آباد میں محفوظ ہے۔

۵۔ ادلۃ التوحید: شیخ مہائمی نے مسئلہ توحید میں شکوک وشبہات کو رفع کرنے کے لیے اپنے واقف کار صوفیہ کی فرمائش پر یہ کتاب لکھی۔(13)

۶۔ مرأۃ الحقائق: ''جام جہاں نما'' مصنفہ شمس الدین محمد بن شریف عزالدین تصوف پر ایک رسالہ ہے۔ مہائمی نے اسے عربی زبان میں منتقل کیا۔

۷۔ رسالہ عجیبہ: یہ رسالہ اپنے موضوع پر نادر اور حیرت انگیز ہے اس میں سورہ بقرہ کی ابتدائی آیت (الم ذَالِكَ الْكِتَابُ لَارَيْبَ فِيْهِ) کے وجوہ اعراب بیان کیے ہیں جن کی تعداد بارہ کروڑ تریاسی لاکھ چوالیس ہزار پانچ سو چوبیس بنتی ہے اور مولانا آزاد بلگرامی نے اپنی کتاب سبحۃ المرجان میں اس کی تفصیل بیان کی ہے۔(14)

آئین اکبری کے مصنف شیخ ابوالفضل لکھتے ہیں:

مولانا احمد مہائمی کے صاحب زادے شیخ علی پرو ظاہر و باطن کے شناسا تھے شیخ محی الدین ابن عربی کے انداز پر حقائق کو پیش کرتے تھے۔علوم و معارف کی بہت سی کتابیں لکھیں لیکن بیشتر ضائع ہو گئیں۔(15)

علامہ مہائمی کا تفسیری مسلک اور تفسیر کی خصوصیات

علامہ مہائمی کے نزدیک ظاہری قرآن سے جو معنی متبادر ہوتا ہے اسے چھوڑ دینا درست نہیں ہے بلکہ بہتر طریقہ یہ ہے کہ اپنی رائے کو ہدایت قرآنی کے تابع بنایا جائے آپؐ سے جو کچھ مروی ہے اس پر لازماً اعتماد کیا جائے لیکن منقولات و دلالات لغویہ کے ساتھ ساتھ عقل و فہم کو بھی استعمال کرنا چاہیے تاکہ قرآن کریم کے گہرے اور وسیع معانی کا اخراج کیا جاسکے اور تاکہ نفسی حقائق کی گہرائیوں میں ڈوب کر گوہر مقصود حاصل کیا جاسکے۔ان باطنی حقائق کو ایک باریک بین عالم ہی اپنی بصیرت کی روشنی میں سمجھ سکتا ہے جو بصیرت نور الٰہی سے منور ہو اور مضبوط فکر اور کامل عقل کا حامل ہو۔(16)

تفسیر کی خصوصیات

علامہ مہائمی کی تفسیر کا اصل نام "تبصیر الرحمان وتیسیر المنان بعض مایشیر الی اعجاز القرآن" ہے لیکن تفسیر رحمانی اور تفسیر مہائمی کے نام سے مشہور ہے۔اس کے حاشیہ پر امام ابی بکر محمد بن عزیز سجستانی کی کتاب ''نزہۃ القلوب فی تفسیر غریب القرآن'' درج ہے۔اس تفسیر کو مولانا محمد جمال الدین دہلوی مدار المہام ریاست بھوپال نے زر کثیر صرف کر کے نہایت اہتمام سے مطبع بولاق مصر سے چھپوایا

اوراس کی طباعت کے لیے اپنے معتمد خاص مولانا محمد حسین فقیر دہلوی کو مصر روانہ کیا۔ مولانا فقیر دہلوی اس وقت تک سر زمین مصر میں مقیم رہے جب تک مکمل طور سے کتاب چھپ نہ گئی۔

یہ تفسیر دو ضخیم جلدوں میں ہے سن تصنیف ۸۳۱ھ ہے اوراس پر تقریظیں مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا محمد حسین دہلوی اور مصر کے عالم محمد البیسونی کے قلم سے ہیں اور سن طباعت ۱۲۹۵ھ ہے۔

علامہ مہائمی کی تفسیر ایک بے نظیر تفسیر ہے۔ جید علماء اور فضلاء نے اس کی تعریف کی ہے۔

مولانا محمد باقر آگاہ نفحۃ العنبریہ میں لکھتے ہیں:

"صاحب التصانیف الفائقة والتالیفات الرائقة کالتفسیرالمشہوربالرحمانی الذی لم یفزبمثله القاصی والدانی وحکی مولاناالشیخ حبیب الله قدس سره عن مصنفه انه قال قابلت تفسیری باللوح المحفوظ"۔(17)

آپ کی تصانیف برگزیدہ اور آپ کی تالیفات پسندیدہ ہیں جیساکہ تفسیر مہائمی جس کا مثل اعلیٰ وادنی کی نظر سے نہیں گزرا اور مولانا شیخ حبیب اللہ قدس اللہ سرہ نے آپ سے نقل کیا ہے کہ میں نے لوح محفوظ سے اپنی تفسیر کا مقابلہ کر لیا ہے۔

تفسیر مہائمی میں دوسری تفاسیر کے مقابلے میں چند خصوصیات خاص طور پر قابل ذکر ہیں جو حسب ذیل ہیں:۔

ا۔ نظم قرآن کا خیال رکھنا

ایک آیت کو دوسری آیت کے ساتھ کیا تعلق ہے اور پوری سورہ کا مضمون ایک دوسرے کے ساتھ کس طرح مناسبت رکھتا ہے اس تفسیر کے مطالعہ سے واضح ہو جاتا ہے۔ مہائمی صاحب نے اس عمدگی اور خوش اسلوبی کے ساتھ اس فریضہ کو سرانجام دیا ہے کہ کہیں سلسلہ کلام ٹوٹتا نہیں اور بڑی خوبی کی بات یہ ہے کہ سلسلہ مضمون میں آیت بریکٹ کے اندر آجاتی ہے پھر اس کے ساتھ ہی حقائق و معارف بھی اختصار کے ساتھ بیان کرتے جاتے ہیں۔ علامہ حمید الدین فراہی جنہوں نے نظم قرآن کو وسیع تر اور درجہ کمال تک پہنچایا۔ اپنی تفسیر نظام القرآن کے مقدمہ میں مہائمی صاحب کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

"مخدوم علی مہائمی رحمہ اللہ کی تفسیر کا موضوع ہی نظم ہے۔ انہوں نے اس نعمت کی عظمت کا جن لفظوں میں اعتراف کیا ہے اور اس کے مقابل میں اپنی بے مائیگی اور آلودگی کا جس درجہ ان کو احساس ہے وہ ان کی تفسیر کا مطالعہ کرنے والوں سے مخفی نہیں ہے۔ وہ

اس علم کو محض فضل الٰہی کی بخشش قرار دیتے ہیں اور اسی احساس کے ماتحت انہوں نے اپنی کتاب کا نام تبصیر الرحمان وتیسیر المنان رکھا ہے"۔(18)

چنانچہ مخدوم صاحب نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں ان الفاظ میں اس کا اظہار کیا ہے:

"فہذہ خیرات حسان من نکت نظم القرآن لم یطمث اکثرہن انس قبلی ولاجان ولم یکن لی ان امسہن اذلایمسہن الاالمطہرون واناغریق ببحرخبث ہلک فیه الاکثرون ولکن الله سبحانه وتعالی من علی بالتیسیرفی خطابہن الخطیربمحض فضله اذہوبفضل جدیروعلی کل شیء۔(19)

یہ نکات نظم قرآنی کا بہترین مجموعہ ہے جن میں سے اکثر مجھ سے پہلے کسی جن وانس کی دسترس میں نہیں آئے تھے۔ میں کہ غریق بحر پلید کہاں اس لائق تھا ان تک پہنچ سکتا جنہیں صرف پاک ترین بندے ہی چھو سکتے ہیں لیکن اللہ پاک نے محض اپنے فضل سے میرے لیے اس مشکل کو آسان فرمایا کیوں کہ وہ بڑے فضل والا ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔

۲۔ عبارت ترجمہ کے ساتھ قرآنی الفاظ جوڑنا

عموماً مفسرین الفاظ قرآنی کی تشریح یوں کرتے ہیں کہ پہلے قرآن کریم کی ایک آیت بیان کردی یا جملہ لکھ دیا اور پھر اس کی وضاحت کردی جس میں عموماً سلسلہ کلام جڑا ہوا نظر نہیں آتا لیکن علامہ مہائمی کی یہ نمایاں خوبی ہے کہ مفہوم قرآنی کو الفاظ قرآنی سے اس طرح ملاتے ہیں کہ قاری کو سلسلہ کلام کہیں ٹوٹتا نظر نہیں آتا۔

سید محمد غوثی منڈوی اسی خوبی کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"تفسیر رحمانی میں آپ نے عبارت ترجمہ کے ساتھ قرآنی ترتیب کو ملایا ہے اور آیات کو تکرار سے علیحدہ کیا ہے۔ یہ پسندیدہ طریقہ آپ کی اختراع ہے"۔(20)

تفسیر مہائمی سے عبارت ترجمہ کے ساتھ قرآنی الفاظ جوڑنے کی مثال ملاحظہ ہو:

"الشیطان یعد کم الفقر)فی الانفاق (و) ان اصررتم علی الانفاق (یأمرکم بالفحشاء)ای بغایت القبح وہو قصدالردیء وکذلک یأمرکم بسائر انواع الفحشاء من الریاء والانفاق فی المعاصی من غیر تذکیر للفقر فیها بل یوہم فیها تحصیل الجاه الجاذب للاموال (والله یعدکم)بالانفاق سیمامن الجید (مغفرة منه) للذنوب حتی

يسقط البليات من اجلها فى الدارين (وفضلا)بتعويض الاضعاف اوتعظيم الدرجات ولايتوهم عليه خلاف الوعد لانه انمايكون بالضيق (والله واسع عليم)"۔(21)

شیطان تمہیں انفاق فی سبیل اللہ میں تنگدستی سے ڈراتا ہے اور اگر تم خرچ کرنے پر مصر رہو تو انتہائی بری اور ردی چیزوں کے ارادہ کی طرف مائل کرتا ہے اور اسی طرح بے حیائی کی تمام اقسام کا حکم دیتا ہے۔ مثلاً ریا اور گناہوں میں خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے اور وہاں محتاج ہونے کا خوف نہیں دلاتا بلکہ دل میں ڈالتا ہے کہ عزت حاصل ہوگی اور اس کی وجہ سے مال میں اضافہ ہوگا اور اللہ عمدہ مال سے خرچ کرنے پر گناہوں کی معافی اور دنیا و آخرت میں مصائب کے ہٹانے، دوگنا بدلہ ملنے اور درجات کی بلندی کا وعدہ دیتا ہے اور یہاں وعدہ خلافی کا وہم نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وعدہ خلافی تنگی کی وجہ سے ہوتی ہے اور اللہ وسعت والے ہیں جو تنگی اسی پر کرتے ہیں جو تنگی کرے کیونکہ علم والے ہیں۔

۳۔ سورتوں کے تمام نام ذکر کرنا اور ان کی وجہ تسمیہ بیان کرنا

اکثر سور قرآنی ایک سے زائد ناموں کی حامل ہیں مثلاً سورۃ الفاتحہ کے بیس سے زائد نام بتائے جاتے ہیں لیکن عموماً مفسرین چند ایک نام ذکر کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں مگر علامہ مہائمی اس بات میں منفرد نظر آتے ہیں۔ وہ حتی الامکان سورتوں کے تمام ناموں کا ذکر کرتے ہیں اور ان کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہیں۔

سورۃ بقرہ کی علامہ مہائمی نے یہ وجہ تسمیہ بیان کی ہے:

"سميت به الدلالة قصتهاعلى وجودالصانع اذحياة القتيل ليست من ذاته والالحى كل قتيل ولا بضرب بعض البقرة عليه و الا لحصلت متى ضرب وعلى قدرته لانه أحيى بمحض قدرته لا بهذا لسبب بل عنده وعلى حكمته لانه اشار بذلک الى احيا ء القلب بذبح النفس الامارة المظلمة له و على النبوة لكونها معجزة و فيهااشارة الى وجوب طاعة الانبياء من غير تفتيش لتقل المؤنةولاتقع الفضيحة التى وقعت للقائلين اتتخذنا هزوا وعلى الاستقامة لان طلب الدنياذلة وطلب ماسوى الله شرة وعلى ان المجاہدة تفيد الهداىة وعلى شرائط ذلک بكونهافى غير زمن الشيخوخة لان قلع اصول الهوابعد استحكامهاوضعف النفس القالعة لهابعيدجداولافى زمن سكرالشباب لقلة العقل المحارب للهوى مع التزين بصفرة الصلاح وهى التى تسرالناظرين وعلى المعادبعود الحياةالى القتيل وسائرمافى السورة متممات اومقدمات لهذه الامور"۔(22)

اس کا نام بقرہ اس لیے رکھا گیا کہ اس کا قصہ خالق کے وجود پر دلالت کرتا ہے کیونکہ مقتول کا زندہ ہونا اس کی ذات کی وجہ سے نہیں ہوتا ورنہ ہر مقتول زندہ ہو جاتا اور نہ ہی گائے کا ٹکرا لگانے سے زندہ ہوتا ہے ورنہ جب بھی گائے کا ٹکرا مقتول کو لگایا جاتا تو زندہ ہو جاتا اور یہ قصہ اللہ کی قدرت پر دلالت کرتا ہے اس لیے کہ اللہ نے محض اپنی قدرت سے بغیر کسی سبب کے مقتول کو زندہ کیا اور یہ قصہ اللہ کی حکمت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اس کے ذریعے یہ بات سمجھائی کہ قلوب کو زندگی نفس امارہ کو قتل کر کے حاصل ہوتی ہے اور یہ قصہ نبوت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ ایک معجزہ تھا اور اس میں انبیاء کرامؑ کی اطاعت کے وجوب کی طرف اشارہ ہے کہ بغیر کسی حیل و حجت کے کی جائے تاکہ مشقت کم ہو اور شرمندگی نہ اٹھانا پڑے جو ان لوگوں کو اٹھانا پڑی جنھوں نے کہا (اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا) اور یہ ثابت قدمی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ دنیا کی طلب ذلت ہے اور غیر اللہ کی طلب عیب ہے اور اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مجاہدہ سے ہدایت نصیب ہوتی ہے اور مجاہدہ کی شرائط پر دلالت کرتا ہے کے بڑھاپے میں نہ ہو کیونکہ خواہشات کی جڑوں کو ان کے مضبوط ہونے اور نفس کے ضعف کی وجہ سے اکھیڑنا بہت مشکل ہوتا ہے اور نہ ہی نوجوانی کے عروج کے زمانے میں ہو، کیونکہ خواہش سے لڑنے والی عقل کمزور ہوتی ہے اور رنگینی کے مناظر سے آراستہ ہوتی ہے جو آنکھوں کو بھلے لگتے ہیں اور یہ قصہ مقتول کے دوبارہ زندہ ہونے کی وجہ سے آخرت پر دلالت کرتا ہے اور اس سورت میں بیان شدہ تمام باتیں مذکورہ امور کے مقدمات ہیں یا تکملہ ہیں۔

مذکورہ بالا عبارت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ علامہ مہائمی سورت کے مرکزی مضمون کے قائل ہیں اور وجہ تسمیہ سے مراد ان کا دعویٰ سورت ہوتا ہے اور سورت میں بیان شدہ تمام باتیں کسی نہ کسی حیثیت میں اس دعویٰ سے متعلق ہوتی ہیں۔

۴۔ بسم اللہ کی تشریح

آپ ہر جگہ بسم اللہ کی تشریح نئے انداز میں کرتے ہیں، علامہ مہائمی ہر جگہ بسم اللہ کو مابعد آیات کے مضمون سے مربوط کرتے ہیں۔ عموماً ""بسم اللہ"" کی تشریح میں لفظ اللہ کے بعد "المتجلی بکمالاتہ" یا "المتجلی بجمعیتہ" یا صرف "المتجلی" کے الفاظ ذکر کرتے ہیں اور اس کے بعد جو عبارت لکھتے ہیں وہ متعلقہ سورت کے مضمون کے مطابق ہوتی ہے۔ "الرحمان" اور "الرحیم" کے بعد ایک فقرہ لاتے ہیں جو حرف جار "ب" اور اس کے مجرور پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس طرح ہر مقام پر بسم اللہ کی نئی تشریح سامنے آتی ہے۔ مثلاً سورہ مریم کی بسم اللہ کی جو تشریح کی ہے وہ سورہ طہ کی تشریح سے مختلف ہو گی۔ چند مثالیں ذکر کی جاتی ہیں:

۱۔ سورہ ابراہیم

" بسم اللہ) المتجلی بکمالات ذاتہ وصفاتہ واسماۂ وافعالہ فی کتاب (الرحمان) بانزالہ لاخراج الناس من الظلمات الی النور (الرحیم) بہدایتھم الی صراط العزیز الحمید"۔(23)

اس اللہ کے نام سے جو اپنی ذاتی صفات، اسماء اور اپنے افعال کے کمال کے ساتھ اپنی کتاب میں جلوہ افروز ہے اور ایسی کتاب کو اتار کر مہربانی کی تاکہ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے اور عزیز وحمید کے راستہ کی ہدایت فرما کر رحم کیا۔

مابعد آیات میں ایسی کتاب کا ذکر ہے جو ظلمات سے نور کی طرف رہنمائی کرنے والی ہے اسی مناسبت سے بسم اللہ کا مفہوم بیان ہوا۔

۲۔ سورہ طٰہٰ

"بسم االلہ) المتجلی بجوامع کمالاتہ فی نبیہ وکتابہ (الرحمان) بانزال ذلک الکتاب علی ذلک النبی الرحیم) باسعاد من اتبعہ فیہ"۔(24)

اس اللہ کے نام کے ساتھ جو جامع کلمات کے ساتھ اپنے نبی اور کتاب میں جلوہ افروز ہے، بڑا مہربان ہے کہ اس نبی پر یہ کتاب اتاری اور بڑا رحم کرنے والا اس وجہ سے ہے کہ جن لوگوں نے اس کتاب کی تابعداری کی، ان کو سعادت عطا کرے گا۔

مابعد آیات میں نبیؐ پر کتاب اتارنے اور اس کے ماننے والوں کے لیے سعادت کا ذکر ہے اسی مناسبت سے بسم اللہ کا مفہوم بیان ہوا۔

۵۔ تکرار آیات کا خاتمہ

قرآن کریم میں سورۃ الشعراء میں آیت (اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لآیَۃً)، سورۃ قمر میں (وَلَقَدْیَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلْذِّکْرِ فَہَلْ مِنْ مُّدَکِرٍ)، سورۃ الرحمن میں (فَبِاَیِّ آلاءِ رَبِّکُمَاتُکَذِّبَانِ) اور مرسلات میں (وَیْلٌ یَّوْمَءِذٍلِلْمُکَذِّبِیْنَ) میں بظاہر تکرار نظر آتا ہے اور عموماً مفسرین آیات مذکورہ کی تشریح اس طرح کرتے ہیں کہ ایک ہی بات دہرائی جارہی ہے لیکن علامہ مہائمی ہر مقام پر آیات مذکورہ کی وضاحت نئے انداز میں موقع و محل کے مطابق کرتے ہیں کہ تکرار آیات محسوس نہیں ہوتا اور قاری کی دلچسپی بڑھ جاتی ہے۔

سورہ شعراء میں آیات (اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَاٰیَۃً وَمَاکَانَ اَکثَرُہُم مُؤمِنِینَ۔ وَاِنَّ رَبَّکَ لَہُوَالعَزِیزُالرَحِیم) آٹھ دفعہ آئی ہیں، علامہ مہائمی نے ہر جگہ مختلف مفہوم بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور ہر جگہ آیات کو ما قبل مضمون کے مطابق اس طرح مربوط کرتے ہیں کہ یہ آیات وہاں کا لازمی جزء محسوس ہوتی ہیں۔ مثلاً:

۱۔ اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَاٰیَۃً وَمَاکَانَ اَکثَرُہُم مُؤمِنِینَ۔ وَاِنَّ رَبَّکَ لَہُوَالعَزِیزُالرَحِیم)(25)

"ان فی ذلک لایة) علی الامور الاخروية لانہااہم من الامور الدنيويةفكيف يعتنی بالفوائدالدنيويةويمہل الفوائدالاخروية (و)لایخفی ہذاعلی من یؤمن بالآخرة ولكن(ماكان اكثرہم مؤمنين)بالامور الاخروية(و)لكن لابدمنہا بمقتضی عزةاللهورحمته (ان ربک لہوالعزيزالرحيم)فيعذب بمقتضی عزته اعداۂ ويثيب بمقتضی رحمته اولياۂ"۔(26)

ان چیزوں کے پیدا کرنے میں آخرت کے امور پر نشانی ہے کیونکہ آخرت کے امور دنیاوی امور سے زیادہ اہم ہیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دنیوی فوائد کا سامان تو اللہ تعالی فرمادیں اور اخروی فوائد کو مہمل چھوڑدیں اور ان کا سامان نہ کریں اور یہ بات ہر اس شخص پر مخفی نہیں ہے جو آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور لیکن اکثر لوگ اخروی امور پر ایمان نہیں لاتے اور لیکن اخروی امور پر ایمان لانا اللہ کی عزت اور رحمت کا تقاضا ہے، بیشک آپ کا رب دشمنوں کو عزت کے تقاضا پر عذاب دے گا اور اپنی رحمت کے تقاضا پر اپنے وفاداروں کو اجر دیگا۔

ما قبل آیات میں دنیوی نعمتوں کا بیان ہوا ہے اسی مناسبت سے آیات کی وضاحت کی گئی ہے۔

۲۔(اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَاٰیَۃً وَمَاکَانَ اَکثَرُہُم مُؤمِنِینَ۔ وَاِنَّ رَبَّکَ لَہُوَالعَزِیزُالرَحِیمُ)(27)

"ان فی ذلک لایة)ای عظة تدعواالی الايمان (و)لكن(ماكان اكثرہم مؤمنين)لكونہم محجوبين بحجاب العزة (و)انماآمن من آمن لارتفاعه عنه بالرحمة(ان ربک لہوالعزيز الرحيم)ومن آثارقہرالعزة للمحجوبين بحجابہااغراق قوم نوح ومن آثارالرحمة فی ذلک القہربرفعہاالحجاب انجاء نوح ومن معه من المؤمنين"۔(28)

بیشک اس میں ایسی نصیحت ہے جو ایمان کی طرف بلاتی ہے اور لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے کیونکہ وہ اپنی انا کی وجہ سے ایمان سے محروم ہیں اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ اس وجہ سے کہ اللہ نے اپنی رحمت کی وجہ سے ان سے حجاب اٹھالیے ہیں کیونکہ وہ عزیز

ور حیم ہے اور اللہ کی عزت کے قہر کا نمونہ ہے کہ قوم نوح پر ایسے حجاب پڑے کہ وہ غرق ہو گئے اور اللہ کی رحمت کا ہی نمونہ ہے کہ قوم نوح پر قہر کے دوران ہی اس نے حضرت نوح اور آپ کے ساتھ ایمان لانے والوں کو نجات دیدی۔

ماقبل آیات میں قوم نوح کی غرقابی اور حضرت نوحؑ اور آپؑ کے متبعین کی نجات کا ذکر ہوا ہے، اسی مناسبت سے آیات کا مفہوم بیان ہوا ہے۔

۶۔ حروف مقطعات کی وضاحت

علامہ مہائمی نے قرآن کے تمام حروف مقطعات کی موقع و محل سے توجیہ کی ہے اور بتایا ہے کہ یہ حروف ایسے مطالب رکھتے ہیں جو متصل مضمون سے متعلق ہیں۔ مہائمی نے ہر حرف سے اندازاً ایک لفظ بنالیا ہے اور پھر اس کی تشریح کی ہے اور کئی کئی احتمالات بیان کیے ہیں۔ حروف مقطعات کے اس طرح مطالب بیان کرنے میں مہائمی کی یہ امتیازی شان ہے۔ ذیل میں چند مثالیں ذکر کی جاتی ہیں:

ا۔ سورہ یوسف

(الر)ای آیات لوامع الرشدأواجل لطائف الربوبۃ أواخص لباب الرحمة أوأعلی لواء الرفعة کو واضح کرنے والے کی آیات ہیں یا جو لطائف ربوبیت میں بلند ہے یا جو رحم کرنے میں مخصوص ہے یا جو تمام رفعتوں سے اعلیٰ ہے۔ مابعد آیات میں چونکہ کتاب ہدایت کا بیان ہے اور حضرت یوسفؑ پر خصوصی لطائف ربوبیت کا ذکر ہے اسی مناسبت سے علامہ مہائمی نے حروف مقطعات کا مفہوم بیان کیا ہے۔

۲۔ سورہ ابراہیم

"(اآر)ای اجل لوامع الرشد اواعلی لواء الرفعة اواتم لباب الرحمة اواعز لطائف الربوبية"۔(29)

اآر یعنی سب سے بڑھ کر ہدایت دینے والے یا تمام رفعتوں سے بالا یا رحمت کے باب کو کامل کرنے والے یا لطائف ربوبیت میں سب سے بلند۔

مابعد آیات میں ایسی کتاب کا ذکر ہے جو ظلمات سے نور کی طرف رہنمائی کرنے والی ہے اور چونکہ یہ بات بلند و بالا اور عزیز و حمید ذات سے ہی ممکن ہے اسی مناسبت سے حروف مقطعات کا مفہوم بیان ہوا۔

۷۔ مختصر وجامع

بہت سے مفسرین ہر ہر لفظ کی لمبی چوڑی تشریح کرتے ہیں۔ مخالفین کے اعتراضات ان کے دلائل اور اپنے دلائل پیش کرتے ہیں پھر ان کے جوابات دیتے ہیں اور اکثر مفسرین آیتوں کی لمبی لمبی تشریحات کے ساتھ ساتھ صرف ونحو کے پیچیدہ مسائل سے بھی بحث کرتے ہیں۔ علامہ مہائمی ان باتوں میں زیادہ نہیں الجھتے۔ ان کے نزدیک معنٰی ومفہوم کی اہمیت زبان وبیان سے زیادہ ہے۔ ضرورت کے مطابق احادیث وآثار بھی ذکر کرتے ہیں قرآنی قصص اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں، قرآنی آیات کا سبب نزول بھی واضح کرتے ہیں، فلسفیانہ توجیہات بھی پیش کرتے ہیں، اسرار ورموز سے حجابات بھی اٹھاتے ہیں لیکن زیادہ تفصیلات میں نہیں جاتے آپ کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ چھوٹے چھوٹے جملوں اور واضح اشاروں سے آیات کا مفہوم واضح کردیں۔ المختصر یہ تفسیر جلالین کی مانند ہے مگر اس سے بہت زیادہ جامع اور وسیع تر مضامین میں حاوی ہے۔

خلاصہ بحث:

علامہ مہائمی تمام قرآن کریم کو ایک منظم اور مربوط کلام تصور کرتے ہیں اس لیے وہ قرآن کریم کے الفاظ، جملوں اور آیات کو باہم مربوط کرتے ہیں اور اپنے نظریہ نظم میں اس حد تک پختہ ہیں کہ ہر سورہ کی بسم اللہ اور حروف مقطعات کا ہر جگہ سورہ کے مضمون کے مطابق مفہوم بیان کرکے ان کو آیات سے مربوط کردیتے ہیں۔

علامہ مہائمی اپنی تفسیر میں نظم قرآن کو نمایاں کرنے میں کامیاب رہے ہیں اور نظم کے متعلق آپ کی تفسیر کی چند نمایاں خصوصیات ہیں جو باقی مفسرین کی تفاسیر میں نہیں پائی جاتیں لیکن اس بات کی کمی شدت سے محسوس کی گئی ہے کہ علامہ مہائمی نے سورتوں کو باہم مربوط نہیں کیا۔

علامہ مہائمی کا منہج نظم جزوی طور پر قابل تقلید ہے مثلاً سورہ کی وجہ تسمیہ میں سورہ کا مرکزی مضمون بیان کرنا، بسم اللہ کا مفہوم بیان کرکے اس کو مضمون سورہ سے مربوط کرنا، آیات کو منظم کرنے کے لیے آیات کے مضمون کے مطابق درمیان میں تمہید قائم کرنا، منادیٰ اور جواب ندا میں منادیٰ کے الفاظ اور حکم کی مناسبت سے ربط دینا، قرآن کریم میں مذکور سوالات اور ان کے جوابات میں موقع ومناسبت کے لحاظ سے ربط دینا اور آیات تصریف وترجیع کا مفہوم ہر جگہ ماقبل ومابعد کے مطابق بیان کرکے تکرار کا شائبہ زائل کرنا وغیرہ۔

مابعد مفسرین میں سے شاہ عبدالعزیز نے بڑی حد تک علامہ مہائمی کے منہج نظم کی تقلید کی ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا حسین علی، مولانا حمید الدین فراہی، مولانا غلام اللہ خان اور مولانا امین احسن اصلاحی نے جزوی طور پر علامہ مہائمی کے منہج نظم کی تقلید کی ہے۔

حوالہ جات وحواشی

1۔ سید عبدالحئ حسنی، یاد ایام: ۵۹، مطبع انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ، ۱۹۱۹ء

2۔ غلام علی آزاد بلگرامی، سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان: ۹۸

3۔ نواب عزیز یار جنگ، "تاریخ النوائط"، عزیز المطالع، حیدرآباد دکن، ۱۳۲۴ھ: ۳۵۴

4۔ عادل نویھض، معجم المفسرین ۱۵۲/۱، مؤسسۃ النویھض الثقافیۃ للتالیف والترجمہ والنشر، ط، سوم، ۱۹۸۸

5۔ سید عبدالحئ حسنی، نزھۃ الخواطر وبہجۃ المسامع والنواظر، ۸۱/۳، طیب اکادمی، ملتان، ۱۳۶۶ھ

6۔ نواب عزیز یار جنگ، "تاریخ النوائط"، عزیز المطالع، حیدرآباد دکن، ۱۳۲۴ھ: ۳۵۴

7۔ امام الدین احمد بن مفتی سید عبدالفتاح، "تاریخ الاولیاء، ۴۷۲/۲، مکتبہ فتح الکریم، بمبئی، ۱۲۹۱ھ

8۔ ایضاً، ۴۷۳/۲

9۔ ڈاکٹر محمد سالم قدوائی، ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں: ۳۷، مکتبہ جامعہ نئی دہلی، ط، اول، ۱۹۷۳

10۔ مثلاً سید حسینی خوجہ بندہ نواز گیسو دراز، سید علاء الدین ضیاء الحسنی، مخدوم شیخ زین الدین، ابوالبرکات حافظ حسینی، سید شرف الدین مشہدی، وغیرہم

11۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، اخبار الاخیار: ۱۷۳، مکتبہ ہاشمی، ۱۳۸۰ھ

12۔ عبدالحئ حسنی، یاد ایام: ۶۰

13۔ شیخ عبدالحق دہلوی، اخبار الاخیار: ۱۷۹

14۔ مولانا آزاد بلگرامی، سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان: ۹۸۔۹۹

15۔ شیخ ابوالفضل، آئین اکبری ۱۷۴/۳

16۔ علی بن احمد بن ابراھیم المھائمی، تبصیر الرحمان وتیسیر المنان، مقدمہ، مطبعہ بولاق، مصر، ۱۲۹۵ھ

17۔ نواب عزیز یار جنگ، تاریخ النوائط، : ۳۵۵

18۔ علامہ حمید الدین فراہی، تفسیر نظام القرآن، دائرہ حمیدیہ سرائے میر، اعظم گڑھ، ص ۵۷۔

19۔ مہائمی۔ تبصیر الرحمن وتیسیر المنان، ۳/۱

[20]۔مانڈوی، گلزار ابرار: ۱۴۱

[21]۔مہائمی، تبصیر الرحمن وتیسیر المنان، ۱/۱۰۳

[22]۔ایضاً، ۱/۳۱۔۳۲

[23]۔ایضاً، ۱/۳۸۶

[24]۔ایضاً، ۲/۱۴

[25]۔الشعراء: ۸۔۹

[26]۔مہائمی، تبصیر الرحمان وتیسیر المنان، ۲/۸۷

[27]۔الشعرا: ۱۰۳۔۱۰۴

[28]۔مہائمی، تبصیر الرحمان وتیسیر المنان، ۲/۹۲

[29]۔ایضاً، ۱/۳۵۶